احادیث رسول کے متعلق

"الدعوۃ"

کے

چھ سوالات

اور ان کے

جوابات

ابتدائیہ

یہ کتابچہ نہ تو مناظرہ آرائی اور نہ کسی کی دلآزاری کے لیے شائع کیا گیا ہے، نہ ہی اس سے کسی کی پشت پناہی مقصود ہے بلکہ یہ ایک علمی و تحقیقی نقطہ نگاہ سے پیش کیا جارہا ہے۔ لہذا نہ تو اہلحدیث کو برا لگے اور نہ ہی منکرین حدیث (بخاری و مسلم) کو۔ اس لیے کہ چند سوالات ایک اہلحدیث عالم جناب الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری کی طرف سے "مجلّہ الدعوۃ" ماہ جون 2000 کی اشاعت میں پوچھے گئے تھے، جن کے جوابات موصول نہ ہوئے۔ اس وجہ سے یہ خیال گزرا کہ منکرین حدیث (بخاری و مسلم) کے پاس ان سوالات کے جواب نہیں۔ گو کہ جولائی کے مجلّہ میں جناب ابو عبدالرب سلفی صاحب نے محمد شریف تارڑ صاحب کے خط سے (جو انہوں نے شائع نہ کیا) چند سوالات نما جوابات سے سوالات ماخوذ کر کے جواب دیئے ہیں جو یقیناً قاری کی تشفی کے لیے کافی نہیں۔

اتفاقاً ایک خط نظر سے گزرا جو جناب الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری صاحب کے سوالات کے جواب میں لکھا گیا تھا اور مُرسل کا دعویٰ ہے کہ اس نے یہ خط مکتب "الدعوۃ" کو بھیجا تھا لیکن انہوں نے اپنے مجلّہ میں جگہ نہ دی۔ اس لیے قارئین کی خدمت میں نہ صرف وہ خط بلکہ الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری کا سوالنامہ بھی پیش خدمت ہے۔ اب نہ صرف عوام کے لیے بلکہ علماء حضرات کے لیے بھی دعوتِ تحقیق ہے تاکہ لوگوں کو حقیقت کا پتہ لگ سکے۔ شکریہ

ناشر

ڈاکٹر قمر زمان

2/A ایک، بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

مجلۂ اہل حدیث "الدعوۃ" اشاعت جون ۲۰۰۰ء

میں حدیث سے متعلق شائع ہونے والے مضمون کا عکس

کیا قرآن میں سب کچھ ہے اور حدیث کی ضرورت نہیں؟

منکرین حدیث سے چھ اہم سوال

الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری

انکار حدیث کے لئے سب سے اہم اور بنیادی نکتہ یہ تلاش کیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں ہر مسئلہ کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے اس لئے حدیث کی ضرورت نہیں۔ اس کے ثبوت میں قرآن مجید سے متعلق "تبیانا لکل شیء" (سورہ النحل 89) اور "تفصیلا لکل شیء" (سورہ الانعام 154) والی آیات پیش کی جاتی ہیں جن کا مطلب توڑ مروڑ کر اور غلط بیان کر کے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ قرآن میں ہر مسئلہ کی تفصیل موجود ہے۔ منکرین حدیث اب ہمارا سوال سنیں: پہلا سوال قرآن میں مردہ، خون، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور حرام قرار دیا گیا ہے اور بہیمۃ الانعام حلال کیا گیا ہے۔ بہیمۃ الانعام کی تفسیر قرآن میں ان جانوروں سے کی گئی ہے۔ اونٹنی، اونٹ، گائے، بیل، بکری، بکرا، بھیڑ اور مینڈھا۔ لغت میں بھی بہیمۃ الانعام کی فہرست میں یہی جانور بتائے گئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے علاوہ دنیا کے بقیہ جانور حلال ہیں یا حرام؟ مثلاً کتا، بلی، گیدڑ، بھیڑیا، چیتا، شیر، تیندوا، بندر، ریچھ، ہرن، جنگلی بارہ سنگھا، بھینسا، خرگوش، کوا، چیل، باز، شکرہ، کبوتر، مینا، فاختہ وغیرہ۔ یہ سارے جانور حلال ہیں یا حرام؟ یا ان میں سے کچھ حلال ہیں اور کچھ حرام؟ آپ جو جواب بھی دیں اس کا ثبوت قرآن سے پیش کریں۔ آپ کی عقلی بحث بندیاں نہیں مانی جائیں گی یعنی آپ چونکہ دعویدار ہیں کہ ہر مسئلہ قرآن میں موجود ہے اس لئے ان جانوروں میں سے جس کو حلال مانیں اس کے حلال ہونے کا ثبوت قرآن سے دیں۔ اور جس کو حرام مانیں اس کے حرام ہونے کا ثبوت قرآن سے دیں اور اگر آپ قرآن سے نہ دے سکیں (اور یقیناً نہیں دے سکیں گے) تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن میں ہر مسئلہ بیان نہیں کیا گیا ہے اور حدیث کی ضرورت ہے کیونکہ ان جانوروں کے حلال و حرام ہونے کا قاعدہ حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے جس سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ کون سا جانور حلال ہے اور کون سا حرام۔

<u>دوسرا سوال</u> یہ ہے کہ قرآن میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز کی حالت میں کھڑے ہونے، رکوع کرنے اور سجدہ کرنے کا ذکر بھی قرآن میں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نماز میں پہلے کھڑے ہوں؟ یا پہلے رکوع کریں؟ یا پہلے سجدہ کریں؟ پھر کھڑے ہوں تو ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں یا لٹکا کر؟ ایک پاؤں پر کھڑے ہوں یا دونوں پر؟ لغت میں رکوع کا معنی ہے جھکنا۔ سوال یہ ہے کہ آگے جھکیں یا دائیں جھکیں یا بائیں جھکیں؟ پھر جھکنے کی مقدار کیا ہو؟ ذرا سا سر نیچا کریں یا کمر کے برابر نیچا کریں یا اس سے بھی زیادہ نیچا کریں؟ پھر رکوع کی حالت میں ہاتھ کہاں ہو؟ گھٹنوں پر ٹیکیں یا دونوں رانوں کے بیچ میں رکھ کر بازوؤں کو ران پر ٹیکیں؟ یا ڈنڈے کی طرح لٹکے دیں؟ اسی طرح سجدہ کیسے کریں؟ یعنی زمین پر سر کا کون سا حصہ ٹیکیں، پیشانی کا ٹھیک پچھلا حصہ یا دایاں کنارہ یا بایاں کنارہ؟ سجدہ کی حالت میں ہاتھ کہاں رکھیں؟ رانوں میں گھسا لیں؟ یا زمین پر ٹیکیں؟ اور اگر زمین پر ٹیکیں تو صرف ہتھیلی زمین پر ٹیکیں یا پوری کہنی زمین پر ٹیکیں؟ سجدہ ایک کریں یا دو کریں؟ ان سوالات کا آپ جو بھی جواب دیں اس کا ثبوت قرآن سے دیں۔ ان مسائل کے بارے میں آپ کی عقلی تک بندیاں نہیں مانی جائیں گی اور اگر قرآن سے ان سوالات کا جواب نہ دے سکیں (اور یقیناً نہیں دے سکتے) تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث کے بغیر قرآن کے حکم پر بھی عمل نہیں ہو سکتا۔

<u>تیسرا سوال</u> یہ ہے کہ قرآن میں زکوۃ وصول کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نہ دینے والوں کو سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ جس جس قسم کے لوگوں پر زکوۃ خرچ کرنی ہے انہیں بھی بتا دیا گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ زکوۃ کب کب وصول کی جائے؟ یعنی زکوۃ روز روز دی جائے؟ یا سال بھر میں ایک مرتبہ دی جائے؟ یا پانچ سال یا دس سال یا بیس سال میں ایک مرتبہ دی جائے؟ اور کتنی کتنی دی جائے؟ یعنی غلہ کتنا ہو تو اس میں زکوۃ دی جائے؟ اور کتنے غلہ پر کتنی زکوۃ دی جائے؟ سونا یا چاندی کتنی ہو تو زکوۃ دی جائے؟ اور کس حساب سے دی جائے؟

یہ سارے مسئلے قرآن سے ثابت کیجئے۔ اگر آپ قرآن میں یہ مسائل نہ دکھلا سکیں (اور ہرگز نہیں دکھلا سکتے) تو ثابت ہوگا کہ حدیث کو مانے بغیر قرآن کے حکم پر بھی عمل ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ان سارے مسائل کا بیان حدیث ہی میں آیا ہے۔

<u>چوتھا سوال</u>۔ قرآن میں حکم ہے کہ مسلمان جنگ میں کفار کا جو مال غنیمت حاصل کریں اس کے پانچ حصے کر کے ایک حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر الگ نکال دیا جائے جو یتیموں اور مسکینوں اور حاجتمندوں وغیرہ میں بانٹ دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ باقی چار حصے کیا کئے جائیں؟ تمام مجاہدین پر برابر برابر بانٹ دیئے جائیں یا فرق کیا جائے؟ کیونکہ بعض لوگ اپنا ہتھیار، گھوڑا، تیر کمان، نیزہ، بھالا، زرہ، خود، سواری کا جانور اور کھانے کا سامان خود لے کر جاتے تھے اور بعض کو اسلامی حکومت کی طرف سے یہ سامان فراہم کئے جاتے تھے۔ اسی طرح بعض لوگ بڑی بہادری اور بے جگری سے لڑتے تھے، بعض دبکے رہتے تھے، کچھ اگلی صف میں رہتے تھے جن پر براہ راست دشمن کا وار ہوتا تھا۔ کچھ پیچھے رہتے تھے جو خطرہ سے دور رہتے تھے۔ اب اگر ان سب کو برابر دیں تو کیوں دیں؟ اور اس کا ثبوت قرآن میں کہاں ہے؟ اور اگر فرق کریں تو کس حساب سے فرق کریں؟ قرآن سے اس کا حساب بتایئے اور اگر کمانڈر کی رائے پر چھوڑ دیں تو قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ کمانڈر کی رائے پر چھوڑ دیں؟ اس کی دلیل دیجئے۔ اگر قرآن میں ان مسئلوں کا کوئی حل نہیں ہے تو کیسے کہا جاتا ہے کہ قرآن میں سارے مسئلے بیان کر دیئے گئے ہیں۔

<u>پانچواں سوال</u>۔ قرآن میں حکم ہے کہ چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھوں کو کاٹ دو۔ اب سوال یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کاٹیں یا ایک ہاتھ؟ اور اگر ایک ہاتھ کاٹیں تو داہنا کاٹیں یا بایاں؟ آپ جو جواب بھی دیں اس کا ثبوت قرآن سے دیں اور اگر قرآن سے اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے تو کیسے کہتے ہیں کہ قرآن میں ہر مسئلہ بیان کر دیا گیا ہے۔

<u>چھٹا سوال</u>۔ قرآن میں یہ ارشاد ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ سوال یہ ہے کہ جمعہ کے دن کب پکارا جائے؟ کس نماز کے لئے پکارا جائے؟ کن الفاظ کیساتھ پکارا جائے؟ جس نماز کے لئے پکارا جائے وہ نماز کیسے پڑھی جائے؟ ان ساری باتوں کا ثبوت قرآن سے دیجئے ورنہ تسلیم کیجئے کہ قرآن میں ہر مسئلہ بیان نہیں کیا گیا ہے۔

صاف بات یہ ہے کہ قرآن میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جو باتیں ہم نے پوچھی ہیں ان باتوں میں اور اسی طرح زندگی کے بہت سارے مسئلے میں تنہا قرآن سے کسی طرح نہیں معلوم ہو سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کیا تھا؟ یہ طریقہ صرف حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب تک حدیث کو نہ مانیں خود قرآن پر بھی عمل نہیں کر سکتے۔

جناب ایڈیٹر صاحب

سلام جمیل!

مجلہ "الدعوۃ" کے ماہ جون کے شمارہ میں جناب الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری صاحب کا ایک آرٹیکل بعنوان "کیا قرآن میں سب کچھ ہے اور حدیث کی ضرورت نہیں؟ منکرین حدیث سے چھ اہم سوال" شائع ہوا تو اس کا جواب ارسال خدمت کرنا چاہا مگر مذکورہ آرٹیکل کا بودا پن اور سطحی قسم کے سوالات پڑھ کر یقین کرنا مشکل تھا کہ واقعی یہ تحریر جناب الشیخ صاحب جیسے صاحب علم و قلم کی ہے لہذا جواب لکھنے کا ارادہ ترک کر کے اگلے شمارے کا انتظار کرنے لگا کہ شاید اس میں مضمون نگار کے نام کی تصحیح یا الشیخ صاحب کی طرف سے براءت کا اظہار شائع ہو مگر ماہ جولائی کے مجلہ میں اسی آرٹیکل سے متعلق ایک خط کے جواب میں پھر لکھا گیا ہے کہ "ان موٹے موٹے اہم سوالوں کا جواب کسی منکر حدیث کو دینے کی توفیق اور جرأت نہیں ہو سکی"

تو گذارش یہ ہے کہ کسی کی گالی کا جواب دینا نہ جرأت مندی ہے نہ مردانگی اور نہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ گالی بکنے والا برحق ہے اور جواب نہ دینے والا ناحق ہے تاہم آپ کے پرزور اصرار پر قرآن الحدیث کے ایک طالب علم کی طرف سے جواب حاضر ہے۔

الشیخ صاحب کے نام سے شائع کئے جانے والے "منکرین حدیث سے چھ اہم سوال" کے جوابات آگے آئیں گے مگر پہلے یہ تصحیح کر لیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں آج تک کوئی شخص منکر حدیث نہیں ہوا اور اگر ہیں تو پھر سب کے سب مسلمان منکر حدیث ہیں صرف چند اشخاص ہی نہیں ـــــ اب اس جملہ کی وضاحت پر ذرا غور فرمائیں۔

چونکہ لفظ حدیث کی اصطلاح اللہ تعالی نے قرآن حکیم کے لیے استعمال کی ہے مثلاً

(۱) کہ دو اسب کچھ اللہ کی طرف سے ہے آخر اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اس حدیث کو نہیں سمجھتے (النساء آیت ۷۸)

(۲) اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے حدیث میں (النساء آیت ۸۷)

(۳) اس کے بعد آخر وہ کون سی حدیث ہو گی جس پر یہ ایمان لائیں گے (اعراف آیت ۱۸۵۔ مرسلات آیت ۵۵)

(۴) یہ کوئی گھڑی ہوئی حدیث نہیں ہے بلکہ پہلے سے موجود کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کی تفصیل ہے اور ہدایت و رحمت ہے مومن قوم کے لیے۔ (یوسف آیت ۱۱۱)

(۵) تو شاید اے نبی! ہلاک کر دینا چاہتے ہو تم اپنے آپ کو انکے پیچھے اگر نہ ایمان لائیں وہ اس حدیث پر مارے غم کے۔ (کہف آیت ۶)

(۶) اللہ ہی نے نازل فرمائی ہے احسن الحدیث کتاب۔ (زمر آیت ۲۳)

(۷) یہ اللہ کی آیات ہیں جن کی تلاوت کر رہے ہیں ہم تمہارے سامنے بالحق۔ آخر یہ لوگ اللہ اور اس کی آیات کو چھوڑ کر اور کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ (جاثیہ آیت ۶)

(۸) کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ اس کا اپنا ہی قول ہے؟ نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں رکھتے لہذا یہ لوگ بنا لائیں اس حدیث کو مثل اگر یہ سچے ہیں۔ (طور آیت ۳۳،۳۴)
(افسوس کہ آج مسلمان خود اس دعوی کی تکذیب کے مرتکب ہیں)

(۹) کیا تم اس حدیث پر تعجب کرتے ہو۔ (نجم آیت ۵۹)

(۱۰) کیا پھر بھی تم اس حدیث سے بے پرواہی برتتے ہو۔ (واقعہ آیت ۸۱)

(۱۱) اے نبی! پس چھوڑ دو مجھے اور ان لوگوں کو جو اس حدیث کی تکذیب کرتے ہیں کہ ان کو لے جائیں ہم آہستہ آہستہ تباہی کی طرف ایسے طریقے سے کہ انہیں خبر بھی نہ ہو گی۔ (قلم آیت ۴۴)

لہذا ثابت ہوا کہ "حدیث" قرآن حکیم کا ہی ایک اصطلاحی نام ہے جیسے قرآن کیلیے اصطلاح "لاریب" استعمال ہوئی ہے تو کیا قرآن مجید کے علاوہ کسی اور کتاب کو ہم لاریب کہہ سکتے ہیں؟ اسی طرح قرآن کریم کو ھدی للناس، الفرقان، حق کہا گیا ہے تو کیا ان میں سے کوئی ایک اصطلاح ہم کسی دوسری کتاب کے لیے استعمال کر سکتے ہیں امید ہے آپ کا جواب نفی میں ہی ہو گا کیونکہ قرآن کریم کے علاوہ دنیا کی کوئی کتاب بھی لاریب ھدی للناس، الفرقان اور حق نہیں ہو سکتی تو پھر کوئی اور کتاب حدیث کیسے ہو سکتی ہے حدیث کی اصطلاح بھی صرف قرآن کے لیے ہے اور یہ ہم نے نہیں بلکہ اللہ تعالی نے قرآن کے لیے استعمال کی ہے اب آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ جس چیز کو اللہ تعالی حدیث کہہ رہا ہے وہی حدیث ہے یا جسے آپ کے مولوی اور پیر حدیث کہہ رہے ہوں وہ حدیث ہو گی۔ یقیناً اللہ تعالی کی بات ہی حق اور سچ ہے۔

پس ثابت ہوا کہ حدیث قران کا ہی ایک اسم صفت ہے اور چونکہ تمام مسلمان قران پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا آج تک کوئی بھی مسلمان منکر حدیث یعنی منکر قرآن نہیں ہو الغرض علیکہ وہ مسلمان ہی ہو۔

مندرجہ بالا جملہ کے پہلے حصہ کی وضاحت مکمل ہوئی اور دوسرے حصہ کی وضاحت سے پہلے آپ کو یاد دلاتا جاؤں کہ جب عالم اسلام پر پوری عیسائیوں کے دور حکومت میں انگریزوں نے مذہب اہل حدیث کا پودا لگایا تھا تو مسلمانوں نے آپ لوگوں پر منکر قرآن ہونے کا اعتراض وارد کیا تھا تو اس وقت آپ لوگوں نے قرآن کو ہی حدیث ثابت کر کے اپنا اہل حدیث ہونا ثابت کیا تھا مگر اب آپ خود ہی قران کی مقابلہ میں صف آراء ہو گئے ہیں اور قرآن کو حدیث ماننے سے انکاری ہیں آخر کیوں ؟ کیا اس طرح آپ کو منکر قرآن کہنے کی تحریک دوبارہ نہ سر اٹھالے گی یا کہیں آپ لوگوں کا تعلق مشہور و معروف "جنگل کی حویلی " سے تو نہیں ؟

اب آتے ہیں جملہ کے دوسرے حصہ کی طرف یعنی اگر آپ لوگوں کے نظریہ کے تحت آیات کے مقابلہ میں روایات کو "حدیث "مان لیا جائے تو پھر کوئی بھی فرقہ ایسا نہیں جو دوسرے فرقہ کی "حدیث "کی کتابوں پر ایمان رکھتا ہو بلکہ ہر فرقہ کے لوگ دوسرے فرقوں کی کتب احادیث کے یکسر منکر ہیں گویا آپ کے نظریہ کے مطابق سب مسلمان بشمول خود آپ کے "منکر حدیث "ہیں خود آپ اپنے دل میں جھانکیں کیا آپ شیعہ فرقہ کی کتب "احادیث "پر ایمان رکھتے ہیں ؟ کیا آپ "احادیث "کی کتب الکافی، استبصار اور تہذیب الاحکام پر ایمان رکھتے ہیں ؟ کیا شیعہ حضرات آپ کی کتب "احادیث "بخاری و مسلم وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں ؟ بلکہ آپ لوگوں کی کتب "احادیث " مدون کرنے والے محدثین حضرات خود لاکھوں "احادیث " میں سے صرف چند ہزار "احادیث " لیکر باقی لاکھوں "احادیث "کا انکار نہیں کر گئے ؟ کیا آپ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ماجہ وغیرہ کو بھی منکرین "احادیث "میں شمار کرتے ہیں کیونکہ خود انہی کے بقول انکار "احادیث "کا سلسلہ خود انہی سے شروع ہوا گویا کہ اولین منکرین "احادیث "یہی فتنہ وضع "احادیث "کے حاملین ہی تھے اور آپ کی معلومات کے لیے عرض کرتا چلوں کہ اب یہ بات تاریخی اور علمی دلائل سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ عالم اسلام کے تمام آئمہ محدثین و مجتہدین شیعہ تھے جنہوں نے اہل سنت کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بنیادی تعلیمات میں نقب زنی کر کے نہ صرف اسلام کی آفاقی یلغار کا راستہ مسدود کر دیا بلکہ خود عالم اسلام کو ذلت و تباہی کے اس اندھیرے غار میں اتار دیا کہ آج تک مسلمان اپنی قرون اولی کی عظمت کی راہ تک رہے ہیں کیا عالم اسلام کی گزشتہ چودہ صدیوں کی زبوں حالی اسی دور محدثین و مجتہدین کی پیدا کردہ نہیں ؟شیعت کے بارے میں اگر آپ مزید جاننا چاہتے ہیں تو پلیز احسان الٰہی ظہر صاحب کی تصنیف "الشیعہ "کا مطالعہ دوبارہ کریں۔

موجودہ دور کی ایک مثال سامنے لاتے ہیں کہ آپ لوگوں کے پیرو مرشد جناب ناصر الدین البانی صاحب اپنی کتاب "نماز نبوی ﷺ "میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی "احادیث " بیان کرتے ہیں کیا آپ نے کبھی اس حدیث پر عمل کیا ؟ براہ کرم ایک نماز تو جوتوں سمیت اپنے مقتدیوں کو پڑھادیں تاکہ اس "حدیث "پر عمل رہ نہ جائے اور آپ لوگوں پر بھی "منکر حدیث "ہونے کا ٹھپہ نہ لگ جائے۔ ویسے جو شخص اللہ کی نامزد کردہ کتاب حدیث کو نہ مانے کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی منکر حدیث ہو سکتا ہے ؟ میرے خیال میں اللہ تعالی کی متعین کردہ اصطلاحات کو بدلنا اور ان میں الٹ پھیر کرنا قرآن کی تکذیب ہی ہے اللہ تعالی نے قرآن کو ہی حدیث کہا ہے مگر آپ لوگوں نے دس انسانی کتب کو حدیث کہنے کی رٹ لگا رکھی ہے کیا یہ قران کی تکذیب نہیں ؟ حالانکہ قرآن نے لوگوں کا روگ آج سے چودہ صدیاں قبل ہی بیان کر دیا تھا کہ

"پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں یہ تو اللہ کی طرف سے ہے...... سو تباہی ہے ان کے لیے اس کی بناء پر جو لکھا انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اور ہلاکت ہے ان کے لیے انکی اس کمائی پر"۔ (البقرہ آیت ۷۹)

ایک اور مثال سے بات سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ پروفیسر محمد سعید صاحب کا نام والدین نے محمد سعید رکھا تھا اور یونیورسٹی نے انہیں پروفیسر کا اعزاز دیا اب انہیں صرف پروفیسر صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے یا پھر محمد سعید صاحب کے نام سے جانا جاتا ہے کبھی آپ نے انہیں ماسٹر صاحب یا لیکچرار صاحب یا نیک صاحب یا مبارک صاحب کے نام سے پکارا ہے ؟ حالانکہ یہ سب نام ان کے نام نامی اور تعلیمی اعزاز کا عکس ہی ہیں گویا والدین کے رکھے ہوئے نام تو نہیں بدل سکتے مگر اللہ تعالی کے رکھے ہوئے نام اور اصطلاحات کو بدلنا آپ کے نزدیک نہ کفر ہے نہ تکذیب ---- ؟

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ پیران حرم بے توفیق
"اہل حدیثوں "کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

الشیخ صاحب کے مضمون اور سلفی صاحب کی طرف سے خط کے جواب میں بار بار قرآن حکیم کے بارے میں تنقیص اور ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس عظیم جسارت پر الشیخ صاحب خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ قرآن حکیم کو ناقص اور مبہم کتاب ثابت کرنا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جس کی آج تک کوئی مسلمان جسارت نہیں کر سکا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید کے بارے میں یہ دعویٰ ہے کہ

(۱) قرآن اللہ کا کلام ہے۔ حوالہ (بقرہ آیت ۷۵۔ توبہ آیت ۶۔ فتح آیت ۱۵)

(۲) قرآن لاریب کتاب ہے اس میں کسی شک وتردد کی گنجائش نہیں۔ حوالہ (بقرہ آیت ۲،۲۳۔ یونس آیت ۳۷۔ سجدہ آیت ۲)

(۳) قرآن کتاب اللہ ہے حوالہ (بقرہ آیت ۱۷۴۔ آل عمران آیت ۲۳۔ انفال آیت ۷۵۔ حجر آیت ۱۔ احزاب آیت ۶۔ فاطر آیت ۲۹)

(۴) قرآن مفصل کتاب ہے حوالہ (انعام آیت ۱۱۴۔ اعراف آیت ۵۲،۱۷۴،۳۲۔ توبہ آیت ۱۱۔ یوسف آیت ۱۱۱)

(۵) قرآن نور مبین ہے۔ حوالہ (نساء آیت ۱۷۴۔ مائدہ آیت ۱۵)

(۶) قرآن احسن تفسیر ہے۔ حوالہ (فرقان آیت ۳۳)

(۷) قرآن میں کوئی تضاد نہیں۔ حوالہ (نساء آیت ۸۲)

(۸) قرآن میں کوئی کجی نہیں۔ حوالہ (کہف آیت ۱۔ زمر آیت ۲۸)

(۹) قرآن سب کچھ کھول کھول کر بیان کرتا ہے حوالہ (بقرہ آیت ۱۵۹۔ یوسف آیت ۱۔ نحل آیت ۶۴۔ شعراء آیت ۲۔ نمل آیت ۱۔ قصص آیت ۲۔ حم آیت ۳۔ زخرف آیت ۲)

مگر الشیخ صاحب نے قرآن حکیم کے ان دعووں کی جس طرح قلعی کھولی ہے امید واثق ہے کہ قرآن کریم کو نازل کرنے والی ذات اس سعی نامبارک کا صلہ الشیخ صاحب کو اور آپ سب کو دنیا میں بھی عنایت فرمائے گی اور آخرت میں تو پھر پوری پوری جزا ملے گی۔

غیر مسلموں کی طرف سے قرآن مجید پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں وہ سب الشیخ صاحب کے اٹھائے گئے اعتراضات کے سامنے ہیچ ہیں بلکہ اب تو غیر مسلم۔ سکالرز الشیخ صاحب کے آرٹیکل کی فوٹو کاپیاں نہ صرف اپنے حلقوں میں بلکہ مسلمانوں میں بھی تقسیم کر کے اپنے اس دعویٰ کو سچ ثابت کرنے کیلئے کوشاں ہیں کہ "قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ محمد ﷺ کا مجموعہ افکار ہے" کیونکہ کوئی بھی آسمانی کتاب یعنی کلام الٰہی اپنی تفسیر کے لیے انسانی کتب کا محتاج نہیں ہوتا۔ کیا کسی شخص نے کبھی تورات وانجیل وغیرہ کی تفسیر اور تشریح و تفسیم کے لیے کسی انسانی کتاب کا سہارا لیا ہے؟ بلکہ ہندمت، بدھ مت اور دوسرے مذاہب کی مقدس کتب بھی بغیر کسی تشریحی کتاب کے پڑھی اور سمجھی جاتی ہیں۔ صرف قرآن ہی ایک ایسی کتاب ایسی ہے جسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے انسانی کتابوں کا محتاج ہونا پڑتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ قرآن آسمانی کتاب نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب اپنا مدعا صحیح طور پر واضح کرنے سے قاصر ہے بلکہ اس سے استفادہ کے لیے ایک دو نہیں درجنوں انسانی کتب کی ضرورت رہتی ہے۔ آج یہی بات مسلمانوں کے ایک بہت بڑے سکالر جناب الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری بھی ثابت کر رہے ہیں کہ قرآن اپنی بات اور احکامات کی وضاحت کے لیے دیگر انسانی کتب کا محتاج ہے۔

قرآن کو نیچا دکھانے اور اسے صدیوں بعد لکھی جانے والی انسانی کتب کے تابع رکھنے پر الشیخ صاحب خصوصی سلوک کے مستحق ہیں۔ اللہ ذوالجلال والجبار والقہار کی بارگاہ میں ہم بے کس لوگ دعا گو ہیں کہ وہ انہیں ان کوششوں پر دنیا و آخرت میں بھرپور صلہ دے۔ ان کا آرٹیکل ہم جیسے طالب علموں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم ایک ایسی کتاب کو کیوں حرز جان بنائے ہوئے ہیں جو اپنا مدعا و مقصد بھی وضاحت سے بیان نہیں کر سکتی۔ الشیخ صاحب نے اہل تصوف کا یہ قول سچ ثابت کر دیا ہے کہ قرآن تعویذوں اور وظیفوں کی کتاب ہے اور انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے خود انسانی کتب کی تابع ہے۔

الشیخ صاحب نے اپنے آرٹیکل میں بار بار اعادہ کیا ہے کہ قرآن میں ہر مسئلہ بیان نہیں کیا گیا اور حدیث کے بغیر قرآن کے حکم پر بھی عمل نہیں کیا جاسکتا" اب آپ خود بتائیں کہ ایسی ناقابل عمل اور غیر واضح کتاب پر ایمان رکھنا ضروری ہے؟ کیا ایسی ناقابل عمل اور مبہم کتاب کو کتاب اللہ کہا جاسکتا ہے؟ براہ کرم اپنی اس جسارت پر نظر ثانی فرمائیں۔ ویسے بھی اگر آپ لوگوں کے لیے "حدیث کے بغیر قرآن کے حکم پر بھی عمل ممکن نہیں" تو یہ صرف آپ لوگوں کا مسئلہ ہے دوسرے مسلمانوں کا نہیں کیونکہ دوسرے مسلمان اپنی اپنی فقہوں پر عمل پیرا ہیں اور چونکہ آپ لوگوں نے قرآن مجید کے "حدیث" ہونے کا انکار کر کے حدیث کے نام پر الگ کتابیں گھڑ رکھی ہیں تو آپ بے شک انہیں تھامے رکھیں لیکن اگر کوئی مسلمان روایات کی بجائے آیات قرآنی پر عمل پیرا ہو سکتا ہے تو آپ لوگ اس کے راستے میں روڑے کیوں اٹکاتے ہیں؟ آخر آپ کو قرآن سے اتنا عناد کیوں ہے؟ حالانکہ اللہ نے قرآن میں کہہ دیا ہے۔

(۱) دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں۔ (بقرہ آیت ۲۵۶)

(۲) تمہارے لیے تمہارا دین میرے لیے میرا دین۔ (کافرون آیت ۶)

(۳) ہمارے لیے ہیں ہمارے عمل اور تمہارے لیے ہیں تمہارے عمل۔ (بقرہ آیت ۱۳۹۔ یونس آیت ۴۱۔ ھود آیت ۱۲۱۔ قصص آیت ۵۵۔ شوریٰ آیت ۱۵)

(۴) کہہ دو اے میری قوم! عمل کرتے رہو تم اپنی جگہ، میں اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں سو عنقریب تم جان لو گے کہ کون ہے جس کے لیے ہے آخرت کا گھر۔
(انعام آیت ۱۳۵۔ ھود آیت ۹۳۔ زمر آیت ۳۹)

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ دین کے معاملہ میں آپ کی ہٹ دھرمی کا کوئی جواز رہ جاتا ہے یا نہیں؟ ویسے یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگوں کو صرف قرآن کو ہی کتاب ہدایت و نجات سمجھنے والے مسلمان کھٹکتے ہیں وہ لوگ نہیں جو خود آپ کے اردگرد عصمتوں کا کاروبار کر رہے ہیں، معصوم مسلمانوں کو منشیات کی دلدل میں اتار رہے ہیں، غریب اور مجبور مسلمانوں کے وسائل رزق پر غاصبانہ قبضہ جمائے بیٹھے ہیں اور چند سکوں کے عوض انکی جان و عصمت تک نوچ لیتے ہیں۔ یہ سب عناصر آخر آپ لوگوں کو نظر کیوں نہیں آتے؟ شاید اس لیے کہ ان میں کوئی بھی آپ کی توضیح کے مطابق "منکر حدیث" نہیں بلکہ سب کے سب "اہل حدیث" ہی ہیں۔ آپ کے پڑوس میں ہی بازار حسن سجانے والے اور معصوم مسلمان عصمتوں کا کاروبار کرنے والے اس لیے آپ کو برے نہیں لگتے کہ یہ سب لوگ "اہل حدیث" ہیں؟ ملک بھر کے معصوم ذہنوں میں منشیات کا زہر بھرنے والوں کے خلاف آج تک آپ نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا شاید اس لیے کہ یہ سب "اہل حدیث" ہیں اور پروفیسر صاحب کی بلٹ پروف گاڑیوں کی خرید میں ان کی منشیات کی کمائی کا حصہ ڈلتا ہے؟ قانون اور حکومت کے ایوانوں میں بیٹھ کر غریب عوام کے وسائل اور مالیات کی لوٹ کھسوٹ کرنے والے آپ کے "اہل حدیث" سیاستدان اس لیے آپ کا موضوع سخن نہیں بنتے کہ ان میں کوئی بھی آپکی اصطلاح کے مطابق "منکر حدیث" نہیں ہے؟ نوکری و روزگار کا لالچ دے کر مسلمان بیٹیوں کی عصمتیں لوٹنے والے پارلیمنٹیرین اس لیے آپ کے منظور نظر ہیں کہ کم از کم ان میں کوئی "منکر حدیث" تو نہیں شاید آپ لوگوں کے نزدیک عصمتوں کا کاروبار اور منشیات فروشی، قومی وسائل کا ضیاع اور لوٹ کھسوٹ سب کچھ "عین حدیث" ہے لہٰذا اصل توجہ آپ کے نظریے کے مطابق "منکر حدیث" پر ہونی چاہیے۔ براہ کرم اپنے نظریات اور افکار و اعمال پر نظر ثانی فرمائیں۔

الشیخ صاحب اپنے آرٹیکل میں مزید لکھتے ہیں کہ "صاف بات یہ ہے کہ قرآن میں رسول اللہ کے طریقہ کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے" اور سلفی صاحب بھی لکھتے ہیں کہ "صرف قرآن ہی اساس دین نہیں اسکے ساتھ سنت رسول بھی اساس دین ہے" گویا دونوں بزرگوں کے نزدیک قرآن ایک الگ چیز ہے اور طریقہ رسول ایک الگ چیز۔ یعنی رسول اللہ قرآن پر عمل کرنے کی بجائے اپنے ہی طریقہ پر چلتے تھے اس لیے اب ہمارے لیے قرآن اور طریقہ رسول دونوں کو اختیار کرنا ہوگا۔ میرے خیال میں رسول اللہ کی ذات پر اس سے بڑھ کر اور کوئی الزام نہیں ہو سکتا کہ وہ قرآن سے کسی الگ طریقہ پر عمل پیرا تھے حالانکہ قرآن بار بار وضاحت کر رہا ہے کہ

(۱) اے نبی ﷺ ڈرو اللہ سے اور نہ اطاعت کرو کافروں اور منافقوں کی بلاشبہ اللہ ہی ہر بات جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ اور اتباع کرو اس کی جو وحی کی جا رہی ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے بے شک اللہ تمہارے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے (احزاب آیت ۱،۲)

(۲) اے نبی ﷺ پھر قائم کی ہے ہم نے تمہارے لیے شریعت دین۔ سو اس کی اتباع کرو اور ان لوگوں کے خواہشات کی اتباع نہ کرو جو علم ہی نہیں رکھتے (جاثیہ آیت ۱۸)

(۳) اور اتباع کرو اس احسن کتاب کی جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے (زمر آیت ۵۵)

(۴) اے نبی ﷺ ان سے کہیے کہ میں کوئی نرالا رسول نہیں ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور نہ تمہارے ساتھ۔ نہیں اتباع کرتا میں مگر اس کی جو بھیجی جاتی ہے میری طرف اور نہیں ہوں میں مگر صاف صاف انذار کرنے والا۔ (احقاف آیت ۹)

(۵) اے نبی ﷺ کہہ دو! نہیں ہے یہ مجھے اختیار کہ میں اس میں کوئی تبدیلی کروں اپنی طرف سے۔ نہیں اتباع کرتا میں مگر اس کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف۔ بے شک میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں میں اپنے رب کی یوم عظیم کے عذاب سے (یونس آیت ۱۵)

یعنی جب قرآن کے الفاظ میں خود نبی فرما رہے ہیں کہ میں تو وحی کی پیروی اور طریقہ اختیار کرتا ہوں پھر نبی کے طریقے کو قرآن سے الگ ثابت کرنا کیا نبی سے عداوت اور تکذیب نہیں؟ واضح رہے کہ نبی کے طریقہ کو قرآن سے الگ کرنے کے مذموم مقاصد کے لیے عام طور پر اسوۂ حسنہ والی آیت کو الشیخ صاحب کے الفاظ میں "جن کا مطلب توڑ مروڑ کر اور غلط بیان کر کے یقین دلایا جاتا ہے" پیش کیا جاتا ہے آیئے اس کے سیاق سباق پر غور فرمائیں۔

یہ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۲۱ ہے جبکہ آیت نمبر ۹ سے مسلمانوں کو کافروں سے نجات کا احسان یاد دلایا جا رہا ہے اور منافقین کے دلوں کا روگ بیان کیا جا رہا ہے انہی منافقین کے تذکرہ کے دوران اللہ انہیں کہہ رہا ہے کہ "یقیناً ہے تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں اسوۂ حسنہ۔ ہر اس شخص کے لیے جو امیدوار ہو اللہ کا اور یوم آخرت کا اور ذکر کرتا رہتا ہو اللہ کا بہت

زیادہ" (احزاب آیت ۲۱)

اس سے اگلی آیات میں مومنوں کے اوصاف اور ان پر اللہ کے انعامات کا ذکر ہے گویا بالکل صاف واضح ہے کہ آیت مذکورہ میں منافقین کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ رسول اللہ کی طرح اللہ کے احکامات اور آیات کی سربلندی کے لیے سب کچھ وار دیں۔ یہ آیت اگلی آیات میں مذکورہ مومنین کے لیے نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ تو پہلے ہی سب کچھ مان کر اپنی جانوں تک قربان کر رہے ہے بلکہ خود انہی آیات میں اللہ تعالیٰ انکے اوصاف اور ان پر اپنے انعامات کا ذکر فرما رہا ہے تو ثابت ہوا کہ اس آیت کے مخاطبین وہ منافقین ہی ہیں جن کا پیچھے تفصیلاً ذکر آیا ہے اور ان کے دلوں کی کیفیت، ڈر اور حسرتوں کو بیان کیا جا رہا ہے۔

بفرض محال اگر اس آیت میں مذکور رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہی لیا جائے تو قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر خود نبی ﷺ کو سیدنا ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کا حکم ہے تو گویا اصل اسوۂ حسنہ سیدنا ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کا مقصود ہے۔ حوالہ آیات

(۱) یقیناً ہے تمھارے لیے اسوۂ حسنہ ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے (ممتحنہ آیت ۴)

(۲) یقیناً ہے تمہارے لیے انہی لوگوں میں اسوۂ حسنہ ہر اس شخص کے لیے جو امیدوار ہو اللہ کا اور یوم آخر کا (ممتحنہ آیت ۶)

لہذا ثابت ہوا کہ ہم سب مسلمانوں کو در حقیقت سیدنا ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کا حکم ہے اب اگر انبیاء کے اسوۂ حسنہ کو اللہ کی کتاب اور آیات سے الگ فرض کر لیا جائے تو آپ لوگوں کی کون سی کتاب "حدیث" "اسوۂ ابراہیمی کو بیان کرتی ہے کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو بھی اسوۂ ابراہیمی پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ بلکہ کسی بھی سابقہ نبی یا رسول کے اسوۂ حسنہ پر مشتمل کوئی کتاب دنیا میں موجود ہو تو براہ کرم سامنے لائیں یا صرف آپ لوگوں نے ہی قرآن کے مقابلہ پر اسوۂ حسنہ کے نام پر کتب گھڑ رکھی ہیں۔ بلکہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ جو خود کو دین ابراہیم کے پیروکار کہلواتے تھے کا طریقہ زندگی کیا تھا اور ہمارے نبی ﷺ نے اپنا طریقہ زندگی ان سے کیسے الگ کیا؟ یعنی

(۱) مشرکین مکہ کے ہاں جانوروں کے حلال و حرام کا قاعدہ کیا تھا اور رسول اللہ نے کیا قاعدہ مقرر کیا تھا؟

(۲) مشرکین مکہ نماز کس طریقے سے پڑھتے تھے اور رسول اللہ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

(۳) مشرکین مکہ کے ہاں نظام زکوۃ و صدقات کس طرح تھا اور رسول اللہ نے کیا فرق قائم کیا؟

(۴) مشرکین مکہ جنگوں سے حاصل ہونے والے مال و دولت اور انسانوں کا حل کس طرح نکالتے تھے اور رسول اللہ کا طریقہ کیا تھا؟

(۵) مشرکین مکہ کے ہاں چور، قاتل یا زانی کی سزا کیا تھی اور رسول اللہ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

(۶) مشرکین مکہ کے ہاں نکاح و طلاق اور وراثت کے مسائل کیسے حل کیے جاتے تھے اور رسول اللہ کا طریقہ کیا تھا؟

(۷) مشرکین مکہ کے لیے تجارت و زراعت کا کیا طریقہ تھا اور رسول اللہ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

گویا اس طرح کے ہزاروں مسائل اور طریقہ ہائے زیست ہیں جو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی معاشرتی اقدار کے تحت سرانجام دیے ہیں کیا جو لباس رسول اللہ پہنتے تھے تمام مشرکین مکہ اور عرب کے یہود و نصاریٰ کا لباس نہ تھا؟ کیا ابو جہل یا ابو لہب اور دیگر دشمنان اسلام کی داڑھیاں نہ تھیں؟ کیا مشرکین مکہ اور عرب کے غیر مسلم صفائی اور طہارت کا اہتمام نہ کرتے ہوں گے؟ کیا وہ دانت صاف کرنے کے لیے مسواک استعمال نہ کرتے ہوں گے؟

دین اسلام کی اصل غرض و غایت کو پس پشت ڈال کر دانت داڑھی کو دین بنا دینا اور سرمہ کنگھی کو اسوۂ حسنہ سمجھ لینا یا تو جہالت کی انتہا ہے یا پھر دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش۔

اگر رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ سے مراد رسول اللہ کی معاشرتی زندگی ہی ہم پر فرض ہوئی ہے تو آیئے خود آپ لوگوں کی کتب "احادیث" سے اسوۂ حسنہ کے چند نکات کا اپنی زندگیوں سے موازنہ کرتے ہیں اور پھر آپ خود اپنے دل میں ہی فیصلہ کر لیجئے گا کہ "منکر حدیث" کتنے بڑے بڑے لوگ ہیں۔

(۱) تمام مسلمان بشمول اہل حدیث علماء و فقہا اور پیر و مشائخ کا اس "حدیث و سنت" پر اجماع ہے کہ "رسول اللہ نے پچیس سال کی عمر میں چالیس سال کی بیوہ سے شادی کی"۔

اس "اسوۂ حسنہ" سے تین اصول منضبط ہوتے ہیں:۔

(ا) مرد کو پچیس سال کی عمر میں شادی کرنی چاہیے۔

(ب) عورت کی عمر مرد سے زیادہ ہونی چاہیے۔

(پ) بیوہ عورت کو شادی کی ترجیح دینی چاہیے۔

اب آپ بتائیں محدثین اور مجتہدین سے لیکر آج کے علماء و مشائخ تک کوئی ایک شخص ایس گزرا ہے جس نے اس "حدیث و سنت" پر عمل کیا ہو یا کسی کو ترغیب دی ہو۔ بلکہ ہمارے مولوی اور پیر نہ صرف سولہ سال کی باکرہ کے لیے رال ٹپکاتے ہوئے پھرتے ہیں بلکہ اٹھارہ سال کے نوجوان کے لیے شادی کا حکم لگاتے ہیں کیا آپ انھیں بھی "منکر حدیث" میں شمار کرتے ہیں؟

(۲) آپ لوگوں کی کتب "احادیث" میں متفقہ روایت ہے کہ "رسول اللہ نے چون سال کی عمر میں نو سال کی عائشہ سے شادی کی جس کی عمر آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ کے لگ بھگ تھی"

کیا آپ کے مولوی اور پیر اس روایت کے تحت اپنی بیٹیوں کی شادی نو سال کی عمر میں کرتے ہیں البتہ خود دوسرے مسلمانوں کی بیٹیوں سے خواہ سات سال کی ہی کیوں نہ ہوں ہر وقت بلکہ مرتے دم تک شادی کے لیے تیار رہتے ہیں کیا یہ اسوۂ حسنہ ہے۔

(۳) اتوالزکوۃ اور انفاق کے سلسلہ میں آپ لوگوں کی کتب "احادیث" "اسوۂ حسنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے اپنا اور خدیجۃ الکبریٰ کا سارہ مال و دولت غریبوں و محتاجوں میں خرچ کر دیا حتی کہ آپ کے گھر میں فاقہ تک کی نوبت آجاتی تھی۔ آج مسلمان عوام بھوک کے مارے خودکشیاں کر رہے ہیں مگر آپ لوگوں کے پیرو مشائخ کے کتے دودھوں پلتے ہیں اور اہل حدیث علماء و فقہا کے مکانات و محلات اور ائر کنڈیشنڈ بلٹ پروف گاڑیاں کیا غریب اور روٹی کے لیے ترستے مسلمانوں کے منہ پر طمانچہ نہیں۔۔۔۔؟ کیا یہ بھی اسوۂ حسنہ ہے؟

(۴) رسول اللہ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہونے کی روایت بیان کرنے والے مولویوں اور پیروں کے پیٹ پر دو دو من گوشت کی تہہ کس حدیث و سنت اور اسوۂ حسنہ کا نمونہ ہے۔

(۵) عیدین کے اجتماعات میں آپ لوگوں کے مولوی اور پیر لہک لہک کر یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نماز عید کے لیے عید گاہ جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بچہ روتے ہوئے ملا۔ آپ کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ اس کا باپ مر چکا ہے اور وہ غریب عید کی خوشیوں سے محروم ہے تو آپ اس بچے کو لیکر واپس گھر تشریف لائے اسے نہلایا اچھے کپڑے پہنائے اور پھر اپنے کندھوں پر سوار کر کے عید گاہ لے گئے۔

ہمارے معاشرے کے بلکہ تمام عالم اسلام کے کسی مولوی پیر یا عالم دین نے آج تک اس اسوۂ حسنہ پر عمل کیا ہو تو بتائیں بلکہ یہ عید کے دن فرعونوں کی طرح گردنیں اکڑائے لاکھوں روپے مالیت کی گاڑیوں میں اڑتے پھرتے ہیں۔ کیا آپ کی نظر میں یہ سب لوگ "منکر حدیث" نہیں؟

اس طرح کی ہزاروں مثالوں سے واضح کیا جا سکتا ہے کہ آپ لوگ اسوۂ حسنہ پر کس قدر عمل پیرا ہیں مگر دوسروں پر فتویٰ بازی سے ذرا نہیں چوکتے کاش آپ لوگ۔ جی ہاں صرف آپ نام نہاد علماء و مشائخ ہی قول کی بجائے عمل سے اسوۂ حسنہ ثابت کرتے تو شاید بلکہ یقیناً مسلمانوں کی عالمی سطح پر موجودہ ذلت و زبوں حالی نہ ہوتی مگر اس میں آپ کو بھی دوش نہیں کیونکہ ہمارے اکثر مذہبی رہنما مشہور و معروف "جنگل کی حویلی" کے تربیت یافتہ ہیں۔ ●

ایک اور طریقہ سے بھی بے چارے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اطیعو اللہ اور اطیعو الرسول دو الگ الگ اطاعتیں ہیں حالانکہ یہ اندھے کو بھی نظر آ رہا ہے کہ اللہ کی اطاعت ہی رسول کی اطاعت ہے اور رسول کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے کیونکہ اللہ کی اطاعت ہمیشہ بذریعہ رسول ہی ہوا کرتی ہے اور جب رسول وفات پا جائے تو پھر اولی الامر منکم کے تحت اللہ کی اطاعت بذریعہ امیر ہوا کرتی ہے۔ گویا سب کا مقصود اطاعت الٰہی ہی ہے تا کہ ان کو الگ الگ کرنا بلکہ خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

(۱) "بے شک وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اللہ کا اور اس کے رسولوں کا اور چاہتے ہیں کہ تفریق کریں اللہ اور اسے کے رسولوں کے درمیان .... ایسے ہی لوگ ہیں کافر حقیقی....... (نساء آیت ۱۵۱،۱۵۰)

یعنی رسول کی اطاعت کی غرض و غایت دراصل اطاعت الٰہی ہی ہے اور اطاعت الٰہی ہمیشہ کتاب الٰہی پر عمل کرنے کا نام ہوتا ہے انسانی کتب کی اطاعت یا نبیوں کے نام پر گھڑی جانے والی کتب کی اطاعت نہ اللہ کا مقصود ہے نہ مومن کو مطلوب۔ اس اطاعت میں نہ دنیا کی فلاح نہ آخرت کی بشارت۔

دنیا بھی اسی شخص کی اسی قوم کی حسنہ ہو گی جو کتاب الٰہی پر کاربند ہوں گے اور آخرت میں بھی وہی کامیاب ہو گا جو کتاب الٰہی پر دنیا ہی میں عمل پیرا رہے گا۔

جناب سلفی صاحب نے محترم محمد شریف تارڑ کے خط کے جواب میں لکھا ہے کہ

"منکر حدیث...... حدیث کو اللہ کی وحی ماننے سے انکاری ہیں اور اسکو دین و شریعت کا حصہ نہیں مانتے" تو میں پہلے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ حدیث تو ہے ہی اللہ کی وحی کا نام جسے عرف عام میں قرآن کہتے ہیں اور یہ قرآن الحدیث دین و شریعت کا صرف حصہ نہیں بلکہ مکمل دین شریعت یہی ہے۔ اگر قرآن اور حدیث کو دو الگ الگ ماخذ دین و شریعت مانا جائے اور حدیث سے مراد کتب روایات ہوں تو قرآن کا دعویٰ ہے کہ

وہ لاریب کتاب ہے۔ کیا کتب روایات بھی لاریب ہیں؟ اگر تمام کتب روایات لاریب ہیں تو پھر ایک دوسرے کے فرقہ کی کتب روایات پر ایمان کیوں نہیں رکھا جاتا اور اگر کتب

روایات لاریب نہیں تو پھر اللہ کی لاریب کتاب کو ان کے تابع کیوں رکھا جائے؟ قرآن کا دعویٰ ہے کہ اس میں کوئی کجی اور تضاد نہیں کیا روایات میں بھی کوئی کجی اور تضاد نہیں؟ اگر روایات میں کوئی کجی یا تضاد نہیں تو پھر ہر فرقہ کا اسلام دوسرے فرقہ کے اسلام سے جدا کیوں ہے۔ ہر فرقہ کے چھوٹے سے چھوٹے عمل سے لیکر بڑی سے بڑی عبادت تک ہر چیز میں اپنی اپنی روایات ہیں آخر کیوں؟

براہ کرم آیات کے مقابلہ میں روایات نہ لائیں یہ مشرکین مکہ کا شیوا ہو سکتا ہے، مسلمانوں کا نہیں۔ کیا مشرکین مکہ آیات الٰہی کے مقابلہ میں اپنے بزرگوں اور آباؤاجداد کی روایات اور تعامل واجماع کو ہی بطور سند پیش نہ کرتے تھے؟ قرآن کھول کھول کر بیان کر رہا ہے کہ

(۱) اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ اس کی اتباع کرو جو نازل کیا ہے اللہ نے تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اتباع کریں گے اس کی جس پر پایا ہے ہم نے اپنے آباؤاجداد کو (بقرہ آیت ۱۷۰۔ لقمان آیت ۲۱)

(۲) اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ آؤ اس کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ نے اور رسول کی طرف تو وہ کہتے ہیں کہ کافی ہے ہم کو وہ سب کچھ جس پر ہم نے اپنے آباؤاجداد کو پایا ہے۔ (مائدہ آیت ۱۰۴)

(۳) اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیات بینات تو کہتے ہیں کہ نہیں ہے یہ مگر ایک ایسا شخص جو چاہتا ہے کہ روک دے تم کو ان سے جن کی تمہارے باپ دادا عبدیت کرتے تھے۔ (سباء آیت ۴۳)

(۴) اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں ہماری آیات بینات تو ان کی حجت صرف یہ ہوتی ہے کہ کہتے ہیں کہ اٹھا لاؤ ہمارے باپ دادا کو اگر ہو تم سچے۔ (جاثیہ آیت ۲۵)

باپ دادا کو اٹھا لانے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انہیں قبروں سے نکال لانے کے بارے میں کہتے ہیں بلکہ وہ باپ دادا کا طریقہ اور ان کے تعامل واجماع سے دلیل مانگتے تھے اور اج بھی آیات بینات کے مقابلہ میں آباؤاجداد کے تعامل واجماع اور تواتر کو جواز بنایا جاتا ہے۔

(۵) کیا دی ہے ہم نے انہیں کوئی کتاب اس سے قبل کہ یہ اس سے سند پکڑتے ہیں۔ نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا ہے اپنے آباؤاجداد کو اسی امت پر اور ہم بھی ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں (زخرف آیت ۲۱،۲۲،۲۳)

قرآن حکیم کے متعدد دیگر مقامات سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر دور میں اپنے آباؤاجداد کو حق اور دین کے مقابلہ میں سند بنایا گیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے بلکہ خود مسلمانوں میں آیات کے مقابلہ میں روایات اور آباؤاجداد کا تعامل سند سمجھا جاتا ہے براہ کرم غور فرمائیں۔

سلفی صاحب نے چودہ سو سال کے تعامل اور اجماع کو سند بنایا ہے تو گزارش ہے کہ مزاروں اور مقبروں کی پوجا بھی عالم اسلام میں صدیوں کا تعامل ہے آپ لوگ مزاروں اور قبروں پر جا کر چادریں کیوں نہیں چڑھاتے؟ ماہ محرم کی رسوم اور ماتم وغیرہ بھی صدیوں کا تعامل ہے آپ اس کے منکر کیوں ہیں؟ چودہ سو سال سے ماہ صیام میں بیس تراویح پڑھی جا رہی ہیں آپ کا اس تعامل کے بارے میں انکار کیوں ہے۔ چودہ سو سال میں مسلمانوں کے کسی گروہ نے اپنی جماعت کا نام یا فرقہ کا نام اہل حدیث نہیں رکھا آپ نے یہ تعامل کہاں سے لیا ہے؟

پھر سلفی صاحب لکھتے ہیں کہ انہی دو بنیادوں پر اسلامی معاشرہ ہمیشہ تشکل رہا ہے مگر افسوس کہ سلفی صاحب نے ان چودہ صدیوں کے عالم اسلام کے کسی ایک معاشرہ کی بھی نشاندہی نہیں کی۔ کیا بنو عباس اور بنو فاطمہ کا دور حکومت اسلامی معاشرہ پر مشتمل تھا جب شراب وشباب کا کاروبار درباری علماء کے زیر سایہ ہوتا تھا اور اولی الامر اقتدار کی خاطر خونی رشتوں حتی کہ بیٹوں تک کو قتل کر دیتے تھے یا پھر ہندوستان میں مغل دور حکومت اسلامی معاشرہ تھا جہاں سرکاری علماء وفضلاء دین الٰہی ایجاد کیا کرتے تھے اور ظل الٰہی غریب عوام کی دولت اور جانوں پر تاج محل تعمیر کرایا کرتے تھے۔ ہاں اگر سلفی صاحب گذشتہ چودہ سو سال کے عالم اسلام کو اسلامی معاشرہ ہی سمجھتے ہیں تو پھر انہیں ماتم وزنجیر زنی اور قبر پرستی کا تعامل بھی اختیار کرنا پڑے گا یہ پھر تسلیم کریں کہ آپ لوگ بھی تعامل اور اجماع کے منکر ہیں۔

سلفی صاحب نے تاریخ کا سب سے بڑا جھوٹ بولا ہے بلکہ یہ قرآن مجید پر بہت بڑا حملہ ہے کہ "عقیدے کے تمام اختلافات قرآن کی آڑ لیکر ہوتے ہیں حدیثوں سے رجوع نہ کرنے سے تو اختلافات پیدا ہوئے ہیں" قرآن کریم پر اتنے بڑے ظلم اور بہتانوں کا اجر کبیر اللہ تعالیٰ ضرور سلفی صاحب کو عطا فرمائے گا مگر میں یہ گزارش کروں گا کہ آخر آپ لوگوں کو قرآن سے اتنی نفرت کیوں ہے؟ اور اپنے مسلمان ہونے پر بھی اصرار ہے۔ آپ کے خیال میں اگر ان تمام اختلافات کی بنیاد قرآن ہی ہے تو آپ لوگ اس سے واضح طور پر براءت کیوں اختیار نہیں کرتے تاکہ آپ لوگوں کا اصل روپ امت محمدیہ کے سامنے آشکار ہو جائے۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ کسی نام نہاد اہل حدیث کے بارے میں پڑھا تھا کہ موصوف فرمایا کرتے تھے کہ "ہم قرآن کو اس لیے مانتے ہیں کہ اس کا ذکر کتب احادیث میں ہے ورنہ ہم اسے بھی نہ مانتے" مگر اب راز کھلا کہ آپ لوگ قرآن کو مانتے بھی ہیں تو صرف ایک ناقص ومبہم اور ناقابل عمل کتاب اور اسے اختلافات کی جڑ مانتے ہیں۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اختلافات کی بنیاد قرآن ہی ہے تو پھر روایات پر ایمان رکھنے والے اہل حدیث، بریلوی، دیوبندی اور شیعہ مسلمانوں میں باہمی خانہ جنگی کیوں ہو رہی ہے؟ آخر آپ لوگ اختلافات کی جڑ یعنی قرآن کو درمیان میں سے ہٹا کر اپنی کتب احادیث کی طرف رجوع کر کے اپنے اختلافات ختم کیوں نہیں کر لیتے جبکہ قرآن کو "احادیث" کے تابع رکھنے پر آپ سب لوگ متفق ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں باہمی خانہ جنگی کی چودہ سو سالہ تاریخ اور کفر بازی کا فرسانہ فرقہ بندی آپ لوگوں کی "کتب احادیث" ہی کی پیدا کردہ ہے۔ اسلامی تعلیمات کا کوئی ایک عمل ایسا نہیں جس میں "احادیث" بنیاد پر اختلاف نہ ہو۔ روایات کی پیدا کردہ فرقہ بندی اور خانہ جنگی کو قرآن کے سر تھوپنا تاریخ اسلام کا سب سے بڑا جھوٹ ہے جس کا سہرا اسلمی صاحب کے سر ہے اور وہی اللہ ذوالجلال والاکرام کے حضور اس کے جواب دہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کے بارے میں فرماتا ہے۔

(۱) کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے کہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں کثیر اختلاف پاتے (نساء آیت ۸۲)

(۲) اور نہیں نازل کی ہم نے تم پر یہ کتاب مگر اس لیے کہ تم کھول کھول کر بیان کر دو ان لوگوں کے سامنے وہ باتیں جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں (نحل آیت ۶۴)

یعنی قرآن تو آیا ہی اختلاف اور فرقہ بندی کو ختم کرنے کے لیے ہے مگر آپ اپنا جرم قرآن کے سر تھوپ رہے ہیں۔ براہ کرم کچھ تو سوچیں کہ آپ لوگوں کے عقائد کتنے گھناؤنے ہیں آیئے قرآن کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا اعلان پڑھتے ہیں کہ آپ لوگوں میں اختلافات کیوں ہیں ؟۔

(۱) اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جنہیں دی گئی کتاب مگر اسکے بعد آچکا تھا ان کے پاس حقیقی علم صرف آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے۔ (آل عمران آیت ۱۹)

(۲) اور نہیں فرقوں میں بٹے لوگ مگر اس کے بعد کہ آچکا تھا ان کے پاس حقیقی علم صرف آپس کی ضد میں (شوریٰ آیت ۱۴)

(۳) اور دی تھیں ہم نے انہیں آیات بینات دین کے معاملے میں سو نہیں اختلاف کیا انہوں نے باہم مگر آپس کی ضد میں، اس کے بعد کہ آگیا تھا ان کے پاس حقیقی علم (جاثیہ آیت ۱۷)

یعنی ثابت ہوا کہ آپ لوگوں کا باہمی اختلاف قرآن کی وجہ سے نہیں بلکہ آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہے گویا آپ لوگ خود ہی اس اختلاف اور فرقہ بندی کے مجرم ہیں خود آپ اپنی مثال دیکھیں کیا آپ سب اہل حدیث ایک ہی قسم کی کتب احادیث کے ماننے والے نہیں ہیں ؟ مگر پھر بھی جماعت اہل حدیث، جمعیت اہل حدیث اور الدعوۃ والارشاد کی فرقہ بندی کیا قرآن کی پیدا کردہ ہے یا صرف آپ لوگوں کی باہمی ضد اور ہٹ دھرمی کا شاخسانہ ہے ؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

آیئے اب کچھ دیر کے لیے قرآن کی سنتے ہیں کہ وہ آپ لوگوں کی نقاب کشائی کس انداز سے کرتا ہے

(۱) اور نہ مشتبہ بناؤ حق کو باطل کا رنگ چڑھا کر اور نہ چھپاؤ حق کو تم جانتے بوجھتے (بقرہ آیت ۴۲)

حق کو باطل کے لبادے میں چھپانے کا کیا مطلب ہے ؟ کیا قرآن کو روایات کے تابع رکھنا اور "حدیث" کے نام پر قرآن کو ناقابل عمل سمجھنا اس کی آیات کو منسوخ کر ڈالنا تلبیس حق نہیں ؟

(۲) اور ان لوگوں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سنتا ہے اللہ کا کلام پھر اس میں تحریف کر دیتا ہے جانتے بوجھتے اور خوب سمجھ لینے کے بعد (بقرہ آیت ۷۵) اللہ کے کلام میں تحریف روایات کی آڑ میں ہی ہوتی ہے کیا آپ تو ایسا نہیں کرتے ؟

(۳) جب بلایا جاتا ہے انہیں کتاب اللہ کی طرف تاکہ فیصلہ کرے یہ انکے درمیان تو پہلوتہی کرتا ہے ایک گروہ ان میں سے اور منہ پھیر جاتا ہے (آل عمران آیت ۲۳)

کیا آپ لوگ روایات کی آڑ میں قرآن سے پہلوتہی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے ؟

(۴) اور بلاشبہ ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو مروڑ کر اپنی زبانوں کو پڑھتا ہے کتاب۔ تاکہ تم گمان کرو کہ یہ بھی کتاب اللہ میں سے ہے حالانکہ نہیں ہوتا وہ کتاب اللہ میں سے اور کہتے ہیں وہ کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ نہیں ہے وہ اللہ کی طرف سے اور بولتے ہیں وہ اللہ کے بارے میں جھوٹ جانتے بوجھتے (آل عمران آیت ۷۸)

براہ کرم اس آیت مبارکہ پر دن رات غور و فکر فرمائیں کہ وہ کون لوگ ہیں جو روایات کو بھی اللہ کی آیات کہہ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کیا کہیں آپ تو روایات کو من عند اللہ سمجھنے والوں میں شامل نہیں ؟

(۵) نہیں زیب دیتا اس بشر کو جسے عطا کی ہو اللہ نے کتاب و حکمت اور نبوت۔ پھر وہ کہے لوگوں سے کہ بن جاؤ تم میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر (آل عمران آیت ۷۹) اللہ کے دین کو چھوڑ کر نبی کے سر منڈھی گئی کو دین بنا لینا کیا نبی کی ذاتی بندگی نہیں ؟

(۶) بے شک ہم ہی نے نازل کی ہے تمھاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ تم فیصلے کرو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق جو سکھائی ہے تم کو اللہ نے اور مت ہو تم خیانت کرنے والوں کے طرف دار (نساء آیت ۱۰۵)

ثابت ہوا کہ رسول اللہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرتے تھے اپنی رائے اور مرضی کے مطابق نہیں وگرنہ خیانت ہوتی بلکہ

(۷) اور جو لوگ فیصلہ نہ کریں ان احکام کے مطابق جو نازل کیے ہیں اللہ نے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں (مائدہ آیت ۴۴)

اور جو لوگ فیصلہ نہ کریں ان احکام کے مطابق جو نازل کیے ہیں اللہ نے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں (مائدہ آیت ۴۵)

اور جو لوگ فیصلہ نہ کریں ان احکام کے مطابق جو نازل کیے ہیں اللہ نے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں (مائدہ آیت ۴۷)

اب آپ فیصلہ کریں کہ رسول اللہ ،اللہ کے احکامات کے مطابق فیصلے کرتے تھے یا اپنی مرضی سے یا اجماع کے تحت ؟

(۸) اور وہ لوگ جو کوشش کریں ہماری آیات کو نیچا دکھانے کی ایسے ہی لوگ اہل دوزخ ہیں (حج آیت ۵۱)

آج آپ لوگ "حدیث" اور روایات کے ذریعے آیات قرآن کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں بلکہ آیات کو اختلافات کا باعث اور روایات کے تابع سمجھتے ہیں خود فیصلہ کریں آپ کا ٹھکانہ کہاں ہوگا ؟ مزید حوالہ (سباء آیت ۵،۳۸)

(۹) اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری واضح آیات تو صاف نظر آتے ہیں ان کے چہروں پر ناپسندیدگی کے آثار ، جو کافر لوگ ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ٹوٹ پڑیں گے ان لوگوں پر جو ان کے سامنے ہماری آیات تلاوت کرتے ہیں (حج آیت ۷۲)

سوچیں کہ وہ کون لوگ ہیں ؟ کیا ہندوؤں عیسائیوں اور یہودیوں کے سامنے آیات تلاوت کی جاتی ہیں یا خود مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں کو جو آیات کی تلاوت اور فوقیت پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور جان کے درپے ہوتے ہیں۔

(۱۰) اور کہے گا رسول ﷺ اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو ناقابل عمل سمجھ کر پس پشت ڈال رکھا تھا اور اپنی خود ساختہ شریعتوں اور روایات میں جکڑ رکھا تھا۔ (فرقان آیت ۳۰)

للہ کچھ غور فرمائیں کہ ہمارے رسول ﷺ کس قوم پر کیا شہادت دے رہے ہیں ؟ قرآن کے ساتھ اس ظلم کے مرتکب کہیں آپ لوگ تو نہیں ؟

(۱۱) اور وہ لوگ جنہیں اگر نصیحت کی جاتی ہے اپنے رب کی آیات کے ذریعے تو نہیں گرتے اس پر بہرے اور اندھے بن کر بلکہ غور و فکر کرتے ہیں۔ (فرقان آیت ۷۳)

اللہ تو آیات پر بھی بہرے اندھے ہو کر گرنے سے روکتا ہے مگر آپ روایات پر بھی غور نہیں کرنے دیتے بلکہ حکم لگاتے ہیں کہ ان روایات کو بھی وحی اور قرآن سے افضل مانو۔ اگر یہ روایات بھی وحی ہیں تو کم از کم غور تو کرنے دو۔

(۱۲) یقیناً وہ ذات جس نے فرض کیا ہے تم پر قرآن۔ ضرور پہنچانے والا ہے تمہیں ایک بہترین انجام تک۔ (قصص آیت ۸۵)

کتنی واضح آیت ہے کہ مسلمانوں پر صرف قرآن ہی فرض ہے بھانت بھانت کی روایات بالکل فرض نہیں۔

(۱۳) کیا کافی نہیں ہے ان کے لیے جو ہم نے نازل کی ہے تم پر یہ کتاب پڑھ کر سنائی جاتی ہے انہیں۔ (عنکبوت آیت ۵۱)

براہ کرم اللہ تعالیٰ کو جواب دیں کہ یہ کتاب آپ لوگوں کے لیے کافی ہے یا نہیں ہے ؟ کیونکہ آپ لوگوں کا اصرار ہے کہ دس انسانی کتب کے بغیر قرآن واحد پر عمل ممکن نہیں۔

(۱۴) اور کون ہے بڑا ظالم اس شخص سے جسے یاد دہانی کرائی جائے اس کے رب کی آیات کے ذریعے پھر بھی وہ منہ پھیرے ان سے۔ یقیناً ہم مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے۔ (سجدہ آیت ۲۲)

کیا آپ اب بھی آیات کو روایات کے تابع رکھنے پر مصر ہیں۔ بہر حال ہم نیک وبد آپ کو سمجھانے جاتے ہیں

(۱۵) یہ باتیں محض قول ہے تمہارا جو تم اپنے منہ سے نکالتے ہو جبکہ اللہ فرماتا ہے حق اور وہی ہدایت دیتا ہی سیدھے راستے کی۔ (احزاب آیت ۴)

ثابت ہوا کہ نبیوں کے منہ سے نکلی ہوئی عام باتیں انہی کے قول تک محدود ہوتی ہے حق صرف اللہ کا فرمان ہے۔

(۱۶) بلاشبہ وہ لوگ جو الحاد کرتے ہیں ہماری آیات کے معاملہ میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ (حمٓ آیت ۴۰)

اللہ کی آیات کے معاملہ میں الحاد سے کیا مراد ہے ؟ ذرا سوچیں۔

(۱۷) اور یقیناً یہ بھی ایک شک میں پڑے ہوئے ہیں اس کتاب کے بارے میں جو انہیں مطمئن نہیں ہونے دیتا۔ (حمٓ آیت ۴۵)

افسوس کہ آج آپ لوگ قرآن کے بارے میں ایک نہیں بلکہ درجنوں شکوک کا شکار ہیں کبھی اسکو ناقابل عمل سمجھنے لگتے ہیں تو کبھی اسے کتب "احادیث" کے تابع رکھنے پر مصر

ہیں۔ کبھی اسکو اختلاف کی بنیاد سمجھ بیٹھتے ہیں تو کبھی اس کو مبہم اور غیر واضح کہنے لگتے ہیں آخر کیوں؟

(۱۸) اور در حقیقت یہ کتاب یاد دہانی ہے تمھارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے اور جلد ہی اس کے بارے میں تم سے سوال ہوگا۔ (زخرف آیت ۴۴)
یعنی روز قیامت صرف قرآن کی بابت ہی سوال ہوگا کتب روایات تو الٹا آپ لوگوں کے خلاف حجت بنیں گی۔

(۱۹) اور جب تلاوت کی جاتی ہے ان کے سامنے ہماری آیات بینات تو کہتے ہیں یہ لوگ جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملاقات کی کہ لاؤ کوئی اور قرآن اس کے علاوہ یا اس میں کچھ ترمیم کر دو۔ کہو! نہیں ہے یہ میرا اختیار کہ میں اس میں کوئی تبدیلی کروں اپنی طرف سے۔ (یونس آیت ۱۵)

آج آپ لوگ بھی قرآن کے ساتھ روایات کے شرک پر مصر ہیں اور اپنی روایات کی بدولت آدھے قرآن کو آپ لوگوں نے منسوخ کر کے بدل رکھا ہے حالانکہ قرآن کو بدلنے کا اختیار نبی کو بھی نہ تھا۔

ذرا غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں کسی غیر اللہ کو حتیٰ کہ کسی نبی یا رسول کو بھی شامل کرنا شرک ہے تو اللہ کی صفت کلام میں غیر اللہ کے کلام کو شامل کرنے کے شرک پر آپ لوگوں کا اصرار کیوں ہے؟ ذرا اور اسی بات پر دوسروں کو مشرک قرار دینے والے "اہل حدیث" اللہ تعالیٰ کی صفت کلام میں شرک پر کیوں مجبور ہیں۔ براہ کرم اس شرک کو بھی ختم کریں اور کلام الٰہی کو وہی مقام و مرتبہ دیں جو خود اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں شرک کرنا گناہ عظیم ہے دین نہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے والدین کی ربوبیت کا ذکر کیا ہے مگر ہم والدین کو ربانیت کا درجہ نہیں دے سکتے۔ اسی طرح اللہ کے سوا کوئی بھی ہستی رحمٰن و رحیم، قادر و قدیر، غفار و ستار اور رب نہیں ہو سکتی یعنی کسی بھی غیر اللہ کو صفت الٰہی میں شامل کرنا شرک ہے تو اللہ کی صفت کلام میں شرک کرنا دین کیسے ہو سکتا ہے۔ وحی اللہ کا کلام ہے آپ کہتے ہیں کتب روایات بھی وحی ہی ہیں کیا یہ اللہ کی صفت کلام میں شرک نہیں؟

(۲۰) اور کہتے ہیں کافر ان لوگوں سے جو ایمان لائے کہ اتباع کرو تم ہمارے طریقے کی اور ہم اٹھالیں گے بوجھ تمہاری خطاؤں کا۔ (عنکبوت آیت ۱۲)
کیا آج کے اہل حدیث بھی دست طریقت پر بیعت نہیں کرتے؟ اور ہر فرقہ کے علماء و فقہا، پیر و مشائخ احبار و رہبان اپنی اپنی طریقت کی طرف یہی دعوت نہیں دیتے؟
طوالت سے بچتے ہوئے انہی چند آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ ان پر مزید غور و خوض فرمائیں گے اور اپنے آپ کی ان کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کریں گے کیونکہ قرآن میں ہر انسان کا ذکر ہے اب یہ اس کی اپنی کوشش ہے کہ وہ اپنے آپ کو کن لوگوں میں شمار کرتا ہے۔ لہٰذا قرآن پر مزید غور فرمائیں۔
اب آتے ہیں شیخ صاحب کے چھ سوالوں کی طرف تو گذارش ہے کہ اس بابت جواب کے تین پہلو ہیں۔

اول____ الشیخ صاحب خود یہ بات ثابت کر رہے ہیں کہ ان کے مذکورہ چھ امور قرآن حکیم میں نہیں ہیں۔ گویا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کو مقصود و مطلوب ہی نہیں ہیں اور نہ ہی یہ وہ "دین" ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں "اکملت لکم دینکم" کہہ کر اپنی نعمت کے مکمل ہونے کا اعلان کر دیا۔ یعنی یہ سب فروعات ہیں دین نہیں اگر یہ تمام امور یا ان جیسے دیگر امور دین کا حصہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں انہیں ضرور بیان کرتا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں وضو کرنے کا مکمل طریقہ سمجھا رہا ہے تو نماز جس کے لیے وضو کیا جاتا ہے بھی متعین طریقہ سے سمجھا دی جاتی یہ اسی لیے متعین طریقہ پر بیان نہیں ہوئی کہ جو جس طریقہ سے بھی نماز ادا کرلے درست ہے اور شاید یہی وجہ ہے خود آپ لوگوں کی کتب "احادیث" میں بھی نماز کے مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں مگر افسوس کہ جس کی بندگی کے لیے نماز پڑھی جاتی ہے اس نے تو اپنی کتاب میں نماز کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں کیا مگر بندگی کرنے والوں نے اپنے اپنے طریقہ کو ہی حق اور درست سمجھ کر دوسروں سے خانہ جنگی شروع کر رکھی ہے آج آپ دین اسلام کا مکمل تحریری مواد اکٹھا کریں تو سب سے زیادہ مواد آپ کو نماز کے اختلافات اور اپنی اپنی ترجیحات و دلائل پر ملے گا حالانکہ اگر اللہ نے کسی ایک طریقہ نماز کو متعین کرنا ہوتا تو چند آیات ہی میں یہ مسئلہ مکمل بیان ہو جاتا۔ اسی طرح دیگر امور ہیں کہ اگر قرآن مجید میں بچے کو دو سال دودھ پلانے کا ذکر ہو سکتا ہے۔ (حوالہ بقرہ آیت ۲۳۳۔ لقمان آیت ۱۴۔ احقاف آیت ۱۵) حیض کی وضاحت ہو سکتی ہے (البقرہ آیت ۲۲۲) نوکر کا طاقتور اور امانتدار ہونا بتایا جا سکتا ہے (القصص آیت ۲۶) تو نماز جو آپ لوگوں کے نزدیک سب سے اہم اور اولین عمل ہے اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں متعین کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ آج اسی نماز کے نام پر امت فرقہ فرقہ بن کر فرقہ بندی کے شرک میں مبتلا ہو چکی ہے یہ صرف آپ جیسے لوگوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح آپ لوگوں نے حلال و حرام کا جھگڑا پیدا کر رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے چند الفاظ میں ہی اس مسئلہ کو حل کر دیا اگر آپ لوگ ان الفاظ و آیات پر غور و خوض کی بجائے جانوروں کی فہرستیں بنانے بیٹھ جاتے ہیں کہ کون سے جانور حلال ہیں اور کون سے حرام۔ جیسا کہ قرآن میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے کہ "ہر قسم کا کھانا حلال تھا بنی اسرائیل کے لیے مگر وہ جو حرام کر لیا تھا اسرائیل نے خود اپنے اوپر"

کیا بنی اسرائیل کی طرح آپ لوگوں نے بھی خود ہی حلال و حرام کی فہرستیں نہیں بنا رکھیں؟ اور دکھ کی بات تو یہ ہے کہ آپ لوگ یہ سب کچھ نبی ﷺ کے نام پر کرتے ہیں حالانکہ قرآن تو کہتا ہے

"اے نبی ﷺ کیوں حرام کرو تم وہ چیز جو حلال کی ہے اللہ نے تمہارے لیے"۔ (تحریم آیت ۱)

یعنی کسی نبی کے اختیار میں نہیں کہ وہ اللہ کی متعین کردہ حدود کو بدلے مگر نہ جانے آپ لوگ نبی کے نام پر ایسا کرنے کے لیے ہر وقت کیوں تیار رہتے ہیں؟

ثابت ہوا کہ وہ تمام امور جو الشیخ صاحب کے بقول قرآن میں نہیں ہیں حقیقت میں اللہ کا منشاؤ مقصود ہی نہیں ہیں اگر یہ نکات قرآن میں بیان ہوئے ہیں تو یقیناً پھر ان کی مکمل وضاحت بھی قرآن میں ہو گی لہذا الشیخ صاحب کے بیان کردہ چھ نکات کی وضاحت انشاء اللہ آئندہ قرآن میں سے کروں گا۔

ثانیاً الشیخ صاحب کے آرٹیکل اور ان کے چھ اہم سوالات کے جواب کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ بغرض محال الشیخ صاحب کے مذکورہ امور کا قرآن مجید میں حکم ہونے کے باوجود قرآن ان کی وضاحت کرنے سے قاصر ہے اور انہیں "حدیث" ہی واضح کر سکتی ہے تو الشیخ صاحب کی خدمت میں اور آپ سب احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ براہ کرم الشیخ صاحب کی طرف سے اٹھائے گئے ان چھ نکات کو اپنی "کتب حدیث" سے ہی ثابت کر دیں، شرط صرف اتنی ہے کہ آپ اپنے ہی چھ سوالوں کے جوابات حدیث سے ثابت کریں ان پر عالم اسلام کے کروڑوں علماء و مشائخ کی بجائے پاکستان کے لاکھوں نہیں بلکہ مندرجہ ذیل صرف دس علماء کے دستخط کرا کے مجلہ الدعوۃ میں شائع کر دیں تاکہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ واقعی آپ کی "کتب حدیث" قرآن کی وضاحت و تشریح کر سکتی ہیں۔ دس علماء کے نام درج ذیل ہیں اور آپ کے نظریہ کے مطابق ان میں کوئی ایک بھی "منکر حدیث" نہیں۔

(۱)	جناب پروفیسر محمد سعید صاحب	(۲)	جناب ساجد میر صاحب	وہابی علماء
(۳)	جناب حامد علی موسوی صاحب	(۴)	جناب ساجد نقوی صاحب	شیعہ علماء
(۵)	جناب طاہر القادری صاحب	(۶)	جناب شاہ احمد نورانی صاحب	بریلوی علماء
(۷)	جناب اعظم طارق صاحب	(۸)	جناب فضل الرحمان صاحب	دیوبندی علماء
(۹)	جناب قاضی حسین احمد صاحب	(۱۰)	جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب	لبرل علماء

آپ لوگوں کی آسانی کے لیے الشیخ صاحب کے اٹھائے گئے سوالات کی طوالت کو مزید کچھ مختصر کر لیتے ہیں تاکہ آپ لوگوں کو ان کے جوابات "حدیث" سے ثابت کرنے میں آسانی رہے۔

(۱) الشیخ صاحب کا پہلا سوال جانوروں کے حلال و حرام کے بارے میں ہے براہ کرم آپ سینکڑوں جانوروں کی بجائے صرف دو یعنی (الف) خرگوش اور (ب) گھوڑے کے بارے میں حلال و حرام "حدیث" سے ثابت کر کے مندرجہ بالا صرف دس علما کی تصدیق کے ساتھ مجلہ الدعوۃ میں شائع کر دیں اور اگر آپ صرف اتنا بھی "حدیث" سے ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو پھر قرآن کی طرف رجوع کر لیں ہم اسے ثابت کریں گے۔

(۲) الشیخ صاحب کا دوسرا سوال نماز کے بارے میں ہے اس کے بھی سینکڑوں مسائل میں سے صرف دو یعنی (الف) نمازوں کے اصل اوقات اور (ب) نمازوں کی رکعات کو "حدیث" سے ثابت کر کے مندرجہ بالا صرف دس علماء کی تصدیق کے ساتھ مجلہ الدعوۃ میں شائع کر دیں اور اگر آپ یہ دو باتیں بھی "حدیث" سے ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو مجلہ الدعوۃ کے ذریعے ہمیں بتائیں ہم قرآن سے ثابت کریں گے۔

(۳) الشیخ صاحب کا تیسرا سوال زکوۃ کے بارے میں ہے اس کے بھی سینکڑوں مسائل میں سے صرف دو یعنی (الف) زکوۃ کس پر فرض ہے اور کس کا حق ہے؟ اور (ب) زکوۃ کا نصاب کیا ہے؟ کو "حدیث" سے ثابت کر کے مندرجہ بالا صرف دس علماء کی تصدیق کے ساتھ مجلہ الدعوۃ میں شائع کر دیں اور اگر آپ یہ بھی "حدیث" سے ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو پھر قرآن کی طرف رجوع کریں ہم انہیں قرآن سے ثابت کریں گے۔

(۴) الشیخ صاحب کا چوتھا سوال مال غنیمت کے بارے میں ہے اس کے بھی سینکڑوں مسائل میں سے صرف دو (الف) مال غنیمت کن لوگوں کا حق ہے؟ اور (ب) اللہ و رسول کا حصہ کن لوگوں کو دیا جائے؟ کو "حدیث" سے ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو ہمیں بتائیں ہم قرآن سے ثابت کریں گے۔

(۵) الشیخ صاحب کا پانچواں سوال قطع ید کے بارے میں ہے اس کے بھی صرف دو امور کو "حدیث" سے ثابت کر دیں یعنی (الف) کتنی مالیت کی چوری پر قطع ید ہے؟ اور (ب) قطع ید سے مراد کہاں سے ہاتھ کاٹنا ہے؟ اس کو "حدیث" سے ثابت کر کے مندرجہ بالا دس علماء کی تصدیق کے ساتھ مجلہ الدعوۃ میں شائع کر دیں۔ اگر آپ "حدیث" سے ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو ہمیں بتائیں ہم قرآن سے ثابت کریں گے۔

(۶) الشیخ صاحب کا چھٹا سوال نماز جمعہ کے بارے میں ہے اس کے بھی سینکڑوں مسائل میں سے صرف دو کو "حدیث" سے ثابت کر دکھائیں یعنی (الف) نماز جمعہ کہاں ادا ہو سکتی ہے؟ (ب) نماز جمعہ کا خطبہ کیا ہے؟ انہیں "حدیث" سے ثابت کر کے مندرجہ بالا دس علماء کی تصدیق کے ساتھ شائع کر دیں اگر "حدیث" سے ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو ہمیں بتائیں ہم قرآن سے اس کی وضاحت کر دیں گے۔

ثالثاً____ الشیخ صاحب کے اٹھائے گئے چھ اہم سوالات کے جوابات کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ ان کے حکم کے مطابق انہیں قرآن سے ثابت کیا جائے جو ہم پر قرض رہا بشرطیکہ اگر آپ خود ان سوالوں کو اپنی کتب "حدیث" سے ثابت نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو پھر مجلہ الدعوۃ کے ذریعے حکم فرمائیں ہم اس امور کے متعلق مکمل وضاحت تشریح کو خود قرآن سے ثابت کریں گے۔

امید واثق ہے اور دین و دیانت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ ہمارے موقف کو مجلہ الدعوۃ کے قارئین کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہمارے معروضات کو قریبی اشاعت میں جگہ دیں گے تاکہ ہم اپنی معروضات کا دوسرا حصہ ارسال خدمت کر سکیں۔ البتہ آپ اس کے جواب اور ہماری غلطیوں کی نشاندہی کا مکمل حق رکھتے ہیں بلکہ اس پر ہم آپ کے ممنون و مشکور ہوں گے کیونکہ ہم دین قرآن کے طالب علم ہیں اور کسی ضد و بحث کے قائل نہیں مجلہ الدعوۃ سے ہم نے بہت کچھ حاصل کیا ہے امید ہے آپ آئندہ بھی ہماری رہنمائی اور اصلاح فرماتے رہیں گے۔ اگر آپ ہمارے معروضات کو قارئین کے سامنے نہ لائے تو اس کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ آپ لوگ ابھی دین و اخلاق کے اعلیٰ و ارفع مقام پر نہیں پہنچے جو تفہیم دین اور باہمی گفت و شنید کی کلید ہے لہٰذا ایسے حالات میں معروضات کا دوسرا حصہ یعنی "الشیخ صاحب کے سوالات کا جواب قرآن سے "ارسال خدمت کرنا بے معنی ہوگا۔

معروضات کی قدرے طوالت پر معذرت خواہ ہوں امید ہے آپ درگزر فرمائیں گے۔

مجلہ الدعوۃ کے دیگر کارکنان اور ساتھیوں کی خدمت میں دست بستہ سلام

فقط

ایک طالب علم قرآن